سلسلہ اشاعت نمبر۔ ۶

بفیضانِ کرم حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا نوری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ
حضرت العلام مفتی محمد اختر رضا خاں دامت ظلہ علینا
قادری رضوی، بریلی شریف

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

ہجرتِ رسول ﷺ

تصنیف

قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم
تاج الشریعہ حضرۃ العلام مفتی
محمد اختر رضا خان دام ظلہ علینا قادری ازہری

(عرض فاروقی)

حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی دامت برکاتہم (مرکزی دارالافتا بریلی شریف ہند)

تاریخ اسلام میں ہجرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک انقلاب آفریں موڑ ہے جس کے بعد اسلام شاہراہ ترقی پر گامزن ہوگیا اور یکے بعد دیگرے فتوحات اسلامیہ کا وہ سلسلہ شروع ہوا جسے دیکھ کر اقوام عالم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، دیکھتے ہی دیکھتے قیصرو کسریٰ جیسی ناقابل تسخیر کی جانے والی سلطنتوں پر اسلامی پرچم اپنی سرمدی شان کے ساتھ لہرانے لگا۔

ہجرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جہاں ہمیں تصور اسلام کی خاطر پیہم مصیبتوں کا بار برداشت کرنے کا درس ملتا ہے وہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مثالی عشق کا سبق بھی ملتا ہے۔ جس نے کسی موڑ پر انہیں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اپنی پیاری جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے منحرف نہ ہونے دیا اور نا ہی جادہ عشق سے سرمو بھٹکنے دیا۔ آج ضرورت اس بات کی داعی ہے۔ کہ سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ہر گوشہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ہر ہر کردار ہمارے ذہن کے نہاں خانوں میں رچا بسا ہوتا کہ اس پرفتن دور میں ہم دین ودنیا دونوں سنوار سکیں۔

زیر نظر رسالہ ''ہجرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' سیدی مرشدی تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی کا اپنی نوعیت کا اچھوتا اور دل پذیر رسالہ ہے جسے آپ نے بہت عرصہ پہلے تحریر فرمایا تھا مگر کسی وجہ سے طبع ہونے سے رہ گیا۔ خداوند قدوس کا ہزار ہا شکر ہے کہ درالافتاء کی جدید کاری کے دوران یہ رسالہ راقم کے ہاتھ لگ گیا جسے راقم اپنی خوش بختی تصور کرتے ہوئے ترتیب اور تسہیل کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

مولائے کریم اس رسالہ کو عوام کے لئے نفع بخش اور راقم کے لئے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ اصحابہ اجمعین

احقر محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی غفرلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلی ونسلم علی رسول الکریم

نوعلی اله الکر ام و اصحابه العظام

جب حضور سرور عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل مدینہ سے اپنی نصرت وحمایت پر بیعت تمام فرما چکے اور حضور علیہ الصوۃ واسلام کے مکی اصحاب کو مکہ میں رہنا اور مشرکین کی ایذا ئے بیکراں کو سہنا دشور ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی رخصت عطائی فرمائی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

”جب مشرکین مکہ کی اذیت مسلمانوں کے لئے بڑھی تو مسلمان نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور شاکی ہو کر اذنِ ہجرت کے لئے طالب ہوئے۔“

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ”مجھے تمہاری ہجرت گاہ دکھائی گئی وہ سرزمین کھجور کے درختوں والی اور دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہے۔“

پھر چند دن توقف فرمانے کے بعد اپنے صحابہ میں خوش وخرم رونق افروز ہوئے اور فرمایا: ”مجھے تمہاری جائے ہجرت بتادی گئی سنو وہ ”یثرب“ ❶ ہے کہ جو مکہ سے نکلنا چاہئے نکل جائے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحاب بارک وسلم کے اس فرمان کے بعد لوگ مکہ سے ٹکڑیوں میں خفیہ طور پر نکلے اور مدینہ کو چل پڑے مگر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علانیہ ہجرت کی اور کفار مکہ سے کوئی انہیں روک نہ سکا انہیں ایذا دینے کی کسی کو مجال نہ ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کے بھائی زید بن الخطاب نے بھی ہجرت فرمائی۔ ❶❶

---

❶ یثرب مدینہ طیبہ کا بعثت نبوی سے پہلے کا نام ہے جس کا معنی ہے ”بیماریوں کی جگہ“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ”طیبہ“ کا نام عطا فرمایا اور یثرب کہنے سے ممانعت فرمائی لہذا اب مدینہ منورہ کو یثرب کہنا جائز نہیں۔ ۱۲ منہ (فاروقی) ❶❶ مگر زرقانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت زید کی بابت فرمایا کہ انہوں نے دو (۲) نیکیوں میں مجھ سے سبقت کی، مجھ سے پہلے ہجرت کی اور مجھ سے پہلے شہید ہوئے۔ ذکرہ فی شرح المواہب۔ ۱۲ منہ (فاروقی)

اب مکہ میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی ہی رہ گئے، پھر جب قریش نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آلہ واصحابہ علیہ الصلوۃ والسلام قصد فرمار ہے ہیں اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب، مہاجرین، مکہ سے نکل کر ان سے جاملتے ہیں تو انہیں حضور الصلوۃ والسلام کے مکہ کے باہر جانے سے اندیشہ ہوا قریش ''دارالندوہ'' جو قصیٰ بن کلاب کا گھر تھا اس میں مشورہ کو اکٹھے ہوئے اور قریش ہر کام اسی ''دارالندہ وہ'' میں کرتے اور اسی میں مشورہ کرتے تھے اور مشورہ میں بیٹھنے والوں نے دوسروں کو اس گھر میں قدم نہ رکھنے دیا کہ کہیں کوئی ہاشمی ''دارالندہ وہ'' میں نہ آجائے کہ ان کی سازش سے واقف ہو۔

یہ لوگ بقول ابن درید پندرہ (١٥) تھے اور ابن دحیہ کے بقول سو (١٠٠) تھے اور جب یہ لوگ مشورہ کو بیٹھ چکے شیطان ان میں بڑے ''بوڑھے نجدی'' کے بھیس میں نمودار ہوا، ہاتھ میں ٹیڑھی لاٹھی، جس کے بل جھک کر کھڑا ہوا، اونی جبہ پہنے، سر پر ہری ٹوپی، سبز چادر اوڑھے ''دارالندوہ'' کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ تو جب اسے دیکھا بولے:

''آپ کون بزرگ ہیں''؟...... وہ بولا ''نجد کا ایک بوڑھا، تمہاری بات، جس کیلئے تم جمع ہو، سنی تو تمہارے ساتھ بات سننے کو حاضر ہو گیا اور توقع ہے کہ تم اس کی رائے اور خلوص سے محروم نہ رہو گے اور اگر میرے ساتھ بیٹھنا ناپسند کرو تو تم لوگوں میں نہ بیٹھوں''۔......تو قریش باہم ایک دوسرے سے بولے ''یہ آدمی نجد کا ہے مکہ کا نہیں، تو اس کی حاضری تمہارا کچھ نہ بگاڑے گی''۔

اب اپنی بات کرنے لگے تو قریش باہم بولے:

''اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم) کا جو معاملہ ہوا اور ہم خدا کی قسم اس کے پیروکاروں کی معیت میں اس حملہ سے بے خوف نہیں تو ان کے بارے میں کوئی رائے پختہ کرو''۔

تو ابوالبختری ابن ہشام (اور ایک روایت میں ہے کہ ہشام بن عمرو) بولا میری رائے یہ ہے کہ:

''انہیں ایک گھر میں بند کر دو اور خوب کس کر باندھو اور گھر کو ہر چہار جانب سے بند

کردو، بس ایک روشن دان کھلا رکھو، جس سے کھانا پانی ڈالتے رہو اور ان کی موت کا انتظار کرو تو یہ اپنے پیشہ ور دو شعراء "زہیر" و "نابغہ" کی طرح (معاذ اللہ) ہلاک ہو جائیں گے"۔

اس پر وہ دشمن خدا شیخ نجدی چیخا اور بولا:

"یہ تمہاری بہت بری رائے ہے۔ خدا کی قسم اگر تم نے انہیں مقید کر دیا تو ان کی خبر ان کے اصحاب کو ہو جائے گی تو وہ حملہ کر کے انہیں تم سے چھڑا لیں گے"۔

قریش بولے: "بڈھے نے سچ کہا"۔

اور ہشام (اور ایک روایت میں ہے کہ) ابوالبختری نے کہا کہ:

"میری رائے ہے کہ انہیں اونٹ پر سوار کرو اور اپنے شہر سے نکال دو تو ان کے کام سے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا اور تم چین سے ہو جاؤ گے"۔

تو نجدی بڈھا بولا:

"خدا کی قسم یہ تمہارے نفع کی بات نہیں۔ کیا تم ان کی بات کے حسن اور بولی کی مٹھاس اور لوگوں کے دلوں کو اپنے کلام کے ذریعے قابو میں کرنے سے بے خبر ہو تو خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو اس سے بے غم نہ ہو گے کہ وہ عرب کے کسی قبیلے پر اپنی باتوں سے اثر انداز ہو تو وہ اس سے بیعت کر لیں پھر وہ انہیں لے کر چلا آئے اور وہ تمہیں روند ڈالیں۔" بولے...... "بڈھا خدا کی قسم سچ بولا"

تو ابوجہل بولا:...... "میری ایک رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اب تک اس کو پہنچے ہو"...... وہ بولے: "وہ رائے کیا ہے؟"...... ابوالحکم ① بولا: "میری رائے یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ سے تندرست جوان صبر آزما، نسب و فضیلت والا لیں پھر ہر جوان کو شمشیر آبدار دے دیں پھر وہ سب اس کی جانب بڑھیں تو وہ سب ایک ہو کر اس پر وار کریں اور اسے قتل کر دیں تا ہم اس سے نجات پا جائیں اس لئے کہ وہ جوان جب یہ کام کر گزریں گے۔ تو ان کا خون قبائل میں پھیل جائے گا تو ہاشمی سب سے جنگ نہ کر سکیں گے تو ہم سے دیت پر راضی ہو جائے گے"۔

شیخ نجدی ملعون بولا:

"بات تو اس جوان نے کہی اور تم میں اسی کی رائے اچھی ہے اور تمہارے لئے اس

① یہ ابوجہل کی کنیت تھی جسے بدل کر حضور نے "ابوجہل یعنی جاہلوں کا باپ" فرما دیا۔ ۱۲ منہ (فاروقی)

سے بہتر نہیں جانتا۔‘‘

تو سب ابو جہل کی رائے پر متفق دلوں میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قتل کا ارادہ پختہ کئے اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے تو سیدنا جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ان باتوں سے خبردار کیا اور عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحاب وبارک وسلم آج رات اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں اور اب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام: کو مکہ سے باہر تشریف لے جانے کا اذن دیا۔‘‘

تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ اصحاب وبارک وسلم کے بستر اقدس پر سو جائیں تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خواب گاہ میں سوئے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

’’میری چادر اوڑھ لو، تمہیں ہرگز کوئی ناپسندیدہ بات نہ پہنچے گی۔‘‘

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وسلم کا شانہ اقدس سے باہر آئے اور دستِ اقدس میں مٹھی بھر خاک لی اور کافروں کی آنکھوں کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام انکے سروں پر خاک ڈالتے جاتے اور یہ آیتیں پڑھتے جاتے۔

یٰسٓ. وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ. اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ. عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ. لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآ ؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ. لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ. اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ مُّقْمَحُوْنَ. وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ. (سورہ یٰس پارہ: ۲۳۔ آیت ۱ تا ۹)

ان آیتوں کا سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یوں ترجمہ فرمایا:

’’حکمت والے قرآن کی قسم! بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو، عزت والے مہربان کا اتارا ہوا تا کہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جسکے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے ہم نے انکی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار

بنادی اوران کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا توانہیں کچھ نہیں سوجھتا۔'' (کنزالایمان)

یہ آیتیں کفار مکہ کی اس وقت کی حیرت وپریشانی، خشیت وبے سروسامانی باآں (باجود) سازوسامان ظاہری کا منظر دکھارہی ہیں اور سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کے اس موقعہ پران آیات مذکورہ تلاوت کرنے سے بعید نہیں کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ آیات اسی موقعہ اورانہیں کافروں کے سبب نازل ہوئیں اگر چہ عموم لفظ ہر کافر کوشامل :فان العبرۃلعموم الفظ لالخصوص السبب کماصرحوا.

یہاں سے ظاہر ہواکہ بزرگادین سے جونسبت رکھتے ہیں وہ بطورتبرک ہے اوراس سے دفع بلاوحصول برکت ہوتا ہے۔نیز یہاں سے یہ بھی واضح ہواکہ دفعِ بلاکے لئے قرآن عظیم کی آیات کی تلاوت جائز ہے اورحضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے "یس شریف" کے بارے میں ارشادفرمایا۔''اگرڈرنے والا یہ آیات پڑھے بےخوف ہواوراگر بھوکا پڑھے توسیر ہوجائے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کواپنی ہجرت کی خبردی اورانہیں حکم فرمایا کہ وہ مکہ میں حضورعلیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت کے بعد ٹھہریں کہ لوگوں کی امانتیں جوحضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس تھیں اداکریں۔حضورعلیہ الصلوۃ والسلام کے پاس امانتیں آپ کی سچائی اوردیانت داری کی وجہ سے رکھی جاتی تھیں۔

مشرکین نے رات یوں کاٹی حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کے بستر اقدس پرسوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوکسی کرتے رہے اورانہیں گمان یہ تھا کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم ہیں۔اسی حال میں ان کے پاس کوئی، جوانکے ساتھ نہ تھا آن کربولا:

''یہاں کیاانتظارکررہے ہو؟''۔وہ بولے:''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم) کی راہ دیکھتے ہیں۔''اس نے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ناامید کیا،خدا کی قسم وہ توتمہارے سامنے سے گئے اورتم میں کسی

کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"جس کو اس دن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کنکری مل گئی وہ جنگ بدر میں حالت کفر میں مارا گیا"۔

اس واقعہ کا ذکر قرآن عظیم کی اس آیت کریمہ میں ہے:

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ. (سورہ انفال، پارہ ۹: آیت ۳۰)

میرے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان آیات کا ترجمہ یوں فرمایا:

"اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر"۔ (کنز الایمان)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم بلا ناغہ صبح یا شام کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے تھے تو جب وہ دن آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کو ہجرت کا اذان فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے ایسی ساعت میں جس میں تشریف آوری کی عادت نہ تھی تو جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھا تو سوچا ضرور کوئی بات ہوئی ہے اسی لئے رسول اللہ علہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم اس وقت تشریف لے ہیں تو جب حضور علیہ الصلوۃ السلام داخل ہوئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ والصلوۃ والسلام کے لئے پلنگ سے اٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے تشریف رکھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس میرے اور میری بہن اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا کوئی نہ تھا"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے فرمایا: "میرے پاس سے ان کو نکال دو جو تمہارے پاس ہیں"۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:...... "اے اللہ کے نبی (صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم)! یہ تو میری بیٹیاں ہیں"۔......اور بخاری کی روایت میں ہے: "یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل ہی تو ہیں اور ماجرا کیا ہے؟ میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) پر قربان۔" [1] ......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے مکہ سے باہر جانے اور ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے۔" [2] ......ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "میں بھی ساتھ چلوں؟"......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "ہاں"

حاشیہ "جمیل ہجریہ" میں ہے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری ایک اونٹنی لے لیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے چھ (۶) ماہ پہلے دو (۲) اونٹنیاں خریدی تھیں تو انہیں چارہ دیتے رہے اس انتظار میں کہ ہجرت کی ساعت آئے تو ان پر سوار ہو کر مکہ سے باہر تشریف لے چلیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) نے اسے بقیمت لینا منظور فرمایا اور چار سو درہم پر اسے خرید لیا۔ یہ اونٹنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کے پاس رہی اس کی موت حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں ہوئی۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ہر دو عازمان ہجرت سامان سفر لے شب جمعہ کو باہر تشریف لائے اور راتوں رات غار ثور پہنچے تو اس میں باقی شب گزاری اور ہفتہ کی شب اور اتوار کی شب اسی میں رہے اور دوشنبہ (پیر) کی شب کو اس غار سے باہر آئے اور مدینہ میں دوشنبہ کے دن پہنچے یوں ان کی مدتِ سفر آٹھ (۸) دن ہوئی اور قریش جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جستجو میں لگے تو مکہ کا ہر بلند و پست مقام چھان مارا اور ہر جانب میں لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے بھیج دیئے تو جو "ثور" کی جانب گیا تھا اس نے

---

[1] صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی کلمہ سے مخاطب فرماتے تھے جس سے ظاہر کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غایت درجہ تعظیم فرماتے تھے۔ ۱۲ منہ (فاروقی)۔

[2] اذان ہجرت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیر.** یعنی اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر (مدینہ میں) اور سچی طرح باہر لے جا (مکہ سے) اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔ ۱۲ منہ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نشان قدم وہاں پایا تو وہ اس پر چلتا رہا یہاں تک وہ نشان غار ثور تک ختم ہوگیا اور کفار کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا مکہ کے باہر تشریف لے آنا بہت ناگوار ہوا وہ اس سے بہت گھبرائے اور انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پھیر (واپس) لانے والے کے لئے سو (۱۰۰) اونٹ کا انعام رکھا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب غار میں جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس پر ببول کا پیڑ اُگا دیا جس نے لوگوں کی نظروں سے غار کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتر بھیجے جو وہاں پر آکر ٹھہر گئے اور روایات میں آیا ہے کہ ان دونوں نے وہاں انڈے دیئے اور کہتے ہیں کہ حرم مکہ کے سب کتوبر انہیں دو کتوبروں کی نسل ہیں اور مکڑی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے بالائی حصہ پر جالا بن دیا اور قریش کے جوان اپنے ہتھیار لئے پہنچے اور ان میں سے کچھ وہاں غار میں دیکھنے لگے، تو انہیں دو کبوتر ہی دکھائی دیئے تو انہیں علم ہوگیا کہ غار میں کوئی نہیں ہے اور کسی نے کہا کہ:

''اس غار میں گھس جاؤ۔''

تو امیہ بن خلف لعنۃ اللہ علیہ بولا۔

''اس غار میں تمہارا کیا دھرا ہے؟ اس میں تو ایک مکڑی ہے جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کی ہے۔''

بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

''میں نے غار سے مشرکین مکہ کے پیر دیکھے میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم) ان میں کا کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر کرے تو ہم کو ضرور دیکھ لے گا۔''

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

''ابوبکر تم ان کی بابت کیا گمان کرتے ہو جن کا تیسرا اللہ ہے۔''

یعنی مطلب یہ کہ گھبراؤ مت اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ ایک دوسری روایت میں یوں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: ''اے اللہ ان کی آنکھیں اندھی کردے تو ان کی

آنکھیں غار میں داخل ہونے سے اندھی ہوگئیں''۔

امام علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ نے قصیدہ بردہ شریف کے ذیل کے اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

وماحوی الغارمن خیرومن کرم

وکل طرف من الکفارعنہ عمی

غارثورکیسی خیروکرامت کو لئے ہوئے تھا اور کافروں کی ہر نظران سے اندھی تھی۔

فالصدق فی الغار ولصدیق لم برما

وهم یفولون مایاالغارمن ارم

تو رسول صدق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق رضی اللہ تعالی عنہ غار ہی میں رہے او رکافر یہ کہہ گئے کہ غار میں کوئی نہیں

ظنو االحمام وطنر االعنبکوت علی

خبیر البریۃلم تنسج ولم تحم

انہیں یہ گمان ہوا کہ کبوتری، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہترین خلایق پر نہ منڈلاتی، نہ مکڑی نے ان کی جلوہ گاہ پر جالا بنانہ ہوتا۔

وقا یۃ اللہ اغنت عن مضاعفۃ

من الدروع وعن عال من الاطم

یہ اللہ کا بچاؤ تھا جس نے سپاہیوں کی کثرت اور بلند قلعوں سے بے نیاز رکھا۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہا اپنی کم سنی کے باوجود رات کو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس قریش کی خبریں لاتے پھر پچھلی شب میں ان کے پاس سے چلے جاتے اور مکہ میں یوں صبح کرتے جیسے مکہ ہی میں رات گزارتے ہوں اور عامر بن فہیرہ (فُهَيْـــرَہ) ❶ رضی اللہ تعالی عنہ ان دونوں کے پاس ہر دن دودھ لاتے اور مدینہ طیبہ کا راستہ بتانے کے لئے دونوں حضرات نے عبداللہ بن اریقط ❷ کو مزدوری پر رکھا اور دونوں نے اپنی اونٹنیاں اس کو دے دیں اور تین راتوں کے بعد

---

❶ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے آزاد غلام۔ ❷ عبداللہ بن ارقط کا اسلام لانا معلوم نہ ہوا۔ (فاروقی)

غار ثور پر اسے ملنے کا وعدہ فرمایا۔

عبداللہ بن اریقط ❷ وہاں ان کے پاس آیا اور دونوں حضرات غار سے باہر آئے اور چل دیئے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں نے سمندر کا راستہ لیا ابھی یہ لوگ راستہ ہی میں تھے کہ انہیں گرفتار کرنے کی غرض سے سراقہ بن مالک آگئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے زمین کو حکم دیا کہ ان کو پکڑ لے تو ان کے گھوڑے کے دونوں پیر گھٹنوں تک زمین میں پھنس گئے حالانکہ زمین سخت تھی تو سراقہ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے امان مانگی تو گھوڑا اس آفت سے چھوٹا۔ اب سراقہ حاضر خدمت ہوئے اور رخت سفر اور ساز و سامان پیش کیا جو قبول نہ ہوا حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور اصحاب نے سراقہ سے کہا: ''ہمارے معاملہ کو مخفی رکھنا'' اس کے بعد سراقہ وہاں سے لوٹے راستہ میں جو بھی ملتا اسے پھیر (لوٹا) دیتے اور کہہ دیتے کہ

''میں نے تمام راستہ چھان ڈالے مگر کسی کو نہ پایا۔'' ❶

امام بوصیری نے ''قصیدہ ہمزیہ'' کے یہ اشعار ذیل میں اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

ونحا المصطفی المدینة واشعاقت
الیه من مکة الاالحاء

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینے کو چلے اور مکہ کے اطراف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشتاق ہوئے

وتغنت بمدحه الجن حتی
اطرب الانس منه ذاک الغناء

اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت کے ترانے جنہوں نے اس قدر گائے کہ اس سے انسان مست ہو گئے۔

واقتفی اثره سراقه فاستهوته
فی الارض صافن جرداء

❶ مسئلہ: ظالم کو دفع کرنے اور اپنا حق حاصل کرنے کے لئے پہلو دار بات جس کا ظاہر جھوٹ ہو بولنا جائز ہے۔ اسی طرح صلح اور جنگ کے موقع پر بھی بظاہر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ۱۲ منہ

اور سراقہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کا پیچھا کیا تو زمین میں ان کے تیز رفتار گھوڑے نے انہیں پھنسا دیا۔

ثم ناداہ بعدما سمیت الخسف

وقد ینجد الفریق النداء

پھر سراقہ (رضی اللہ عنہ) نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا بعد اس کے گھوڑا زمین میں دھنسنے کے قریب تھا اور بے شک غریق کو پکارنا بچالیتا ہے۔

"مواہب اللدنیہ" میں ہے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"ہمارے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے ان میں ابوجہل بھی تھا اس نے مجھ سے پوچھا" "تمہارے باپ کہاں ہیں؟" میں بولی: "خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں"۔ بے شرم ابوجہل نے ہاتھ اٹھایا اور میرے چہرے پر طمانچہ مارا جس سے میرا بُندہ گر پڑا جب یہ لوگ چلے گئے اور ہمیں معلوم نہ ہوسکا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کہاں ہیں تو ہمارے پاس جنوں میں سے ایک جن آیا جو ہمیں نظر نہ آتا تھا صرف آواز آتی تھی وہ یہ اشعار پڑھتا تھا۔

جزی اللہ رب الناس خیر الجزالہ

رفیقین حلا خیمنی ام معبد

اللہ لوگوں کا رب بہترین جزا دے ان دو ساتھیوں کو جو اُم معبد کے خیمے میں مہمان ہوئے۔

ھما الزلا بالبر ثم ترحلا

فافلع من امسی رفیق محمد

وہ نیکی کے ساتھ نازل ہوئے پھر وہاں سے رخصت ہوئے تو کامیاب ہو وہ جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوست ہوگیا۔

فیالقصی مازوی اللہ عنکم

بہ مافعال لاتجازی وسودد

تو قریش تم پر تعجب ہے اللہ نے کیسا کرمِ بے نظیر اور کیسی شرافت تم سے دور کردی (یعنی

تمہارے شہر مکہ سے کرم والے نبی بے مثل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے ہجرت فرمائی)

لیھن بنی کعب مکان فتاتھم
ومقعدھا للمومنین بمرصد

بنوکعب کو ان کا مرتبہ اور اس کا مسلمانوں کے مکان کی نگہبانی کو بیٹھنا مبارک ہو۔

سلوا اختکم عن شاتھا وانالھا
فالکم ان تسالو الشلۃ تشھد

اپنی بہن سے اس کی بکری اور اس کے برتن کا قصہ پوچھو تو تم اگر اس بکری سے پوچھو گے تو وہ گواہی دے گی۔

دعاھا بشلۃ حالل فتحلبت
لہ بصریع ضراتہ الشلۃ مزبد

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت کی بکری جو حاملہ نہ تھی بلائی اور اسے دوہا تو خالص جھاگ والے دودھ کی دھار اس کے تھن سے نکل پڑی۔

فغادرھار ھتالدیھا الحالب
یرددھافی مصدرثم مورد

پھر اس بکری کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوہنے والے کے لئے چھوڑ دیا جو اسے بار بار دوہتا رہا۔

راہ ہجرت میں بہت سے عجیب وغریب واقعات ہوئے از اں جملہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کا گزر اپنے رفیقوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے خیمہ سے ہوا اور ان کی عادت یہ تھی کہ مسافروں کو کھلاتی پلاتی تھیں اور اس سال قحط تو رفقاء حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سے گوشت یا دودھ مول لینے کا ارادہ کیا تو انہیں کچھ نہ ملا۔ اچانک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کی نظر مبارک ایک بکری پر پڑی جسے کمزوری ولاغری نے بکریوں کے ساتھ چرنے کے قابل نہ رکھا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے ''ام معبد'' سے پوچھا: ''کیا اس بکری کے دودھ ہے؟'' وہ بولی یہ

بکری دودھ دینے کے قابل کہاں!''حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا''کیا اسے دوہنے کی مجھے اجازت دیتی ہے؟''عرض کیا''جی ہاں''

تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بکری اور برتن طلب فرمایا پھر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اسے باندھا اور اس کے تھن پر بسم اللہ پڑھ کر دست اقدس پھیرا تو وہ دودھاری ہوگئی۔اب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے دوبارہ دوہا اور لوگوں کو دودھ پلانا اتنا کہ سیر ہوگئے پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے سب کے بعد خود نوش فرمایا پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے دوبارہ دوہا اور چھوڑ دیا۔یہ بکری صبح وشام ان لوگوں کو دودھ دیتی رہی یہاں تک کہ خلافت فاروقی میں مرگئی۔زمخشری نے''ربیع الابراز''میں حضرت ہند بنت الجون سے روایت کیا کہ''حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم انکی خالہ ام معبد کے خیمے میں مہمان ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے پانی طلب فرمایا اور دست اقدس دھوئے دہن اقدس میں پانی لے کر جھڑبیری کے پیڑ،جو خیمے کی جانب میں تھا میں کلی فرمادی تو صبح کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پیڑ بہت بڑا ہوگیا اور بڑا پھل لایا جس میں''کُسُم''❶ کی رنگت اور عنبر کی خوشبو اور شہد کا ذائقہ تھا جو بھوکا اسے کھاتا سیر ہوجاتا اور جو پیاسا پیتا سیراب ہوجاتا اور جو مریض کھاتا اچھا ہوجاتا اور جو اونٹ یا بکری اس کے پتے کھاتے ان کا دودھ چھلکنے لگتا تو ہم نے اس کا نام''مبارکہ''(یعنی برکت والا پیڑ) رکھا دیہات سے لوگ اس سے شفا لینے کو آتے اور اس کے پھل پتے ہمراہ لے جاتے۔پھر ہم نے ایک صبح کو دیکھا کہ اسکے پھل جھڑ گئے اور پتے چھوٹے ہوگئے تو ہم گھبرائے تو ہمیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خبر وفات ہی نے چونکا دیا پھر تیس (۳۰) برس بعد اوپر سے نیچے تک ایک خاردار درخت ہوگیا اور اس کے پھل بالکل جھڑ گئے اور تازگی رخصت ہوگئی تو ہمیں امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کی خبر ملی پھر اس میں پھل نہ آئے اور ہم اس کی پتیوں سے سودمند ہوتے تھے،پھر ایک صبح کو کیا دیکھا کہ اس کے تنے سے گاڑھا خون جاری ہے اور پتیاں مرجھا گئی ہیں۔تو ابھی ہم وحشت زدہ ورنجیدہ ہی تھے کہ ہمیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کی

❶ کڑ کا پھول جس سے شہاب (نہایت سرخ رنگ) نکلتا ہے اور س سے کپڑے رنگے جاتے ہیں فیروز اللغات

شہادت کی خبر ملی اور وہ پیڑ اس واقعہ کے بعد خشک ہو کر ختم ہو گیا''۔ ❶

مواھب اللدنیۃ میں ہے کہ:

''ام معبد کے شوہر ابو معبد نے دودھ دیکھا تو انہیں تعجب ہوا بولے'' اے ام معبد یہ کیا ہے؟ اور یہ تمہیں کہاں سے ملا؟'' وہ بولیں ''خدا کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں کہ مبارک شخص ہمارے گھر آیا اس کا یہ کرشمہ ہے'' ان کے شوہر بولے'' ان کا حلیہ بیان کرو، اے ام معبد'' وہ بولیں ''میں نے ایک حسین اور چمکدار چہرے والا خوش اخلاق نہ اس میں لاغری کا عیب نہ کوتاہی سر کا نقص، جمیل وخوبرو، ان کی آنکھیں خوب سیاہ، سرگیں بھنویں دراز وبارک ملی ہوئیں پلکوں کے بال گھنے، گردن درازی وبلندی لئے ہوئے، ریش مبارک معتدل اور گھنی، لہجہ نرم مٹھاس لئے ہوئے جب یہ بولیں تو اپنے ہم نشینوں پر بلند ہوں، چہرہ نمایاں پر رونق ورعب دار ہو کلام فیصل نہ قلیل کہ مخل ہو نہ کثیر کہ اکتا دے نہ دراز قد کہ دیکھنے والا انہیں برا جانے نہ پستہ قد کہ کوئی ان سے نظر پھیر لے (بلکہ میانہ قد) لوگوں کے مخدوم، جانثاروں کے جم گھٹ والے، نہ تیور چڑھائے ہوئے تو وہ بولے خدا کی قسم یہ تو قریش کے نبی تھے اگر میں انہیں دیکھتا تو ان کے پیچھے چل دیتا۔''

علامہ قسطلانی کے الفاظ یہ ہیں:

فلما رای ابو معبد اللبن عجب وقال ماھذا یا أم معبد؟ انی لک ھذا و اشاۃ عارب حیال ولا حلوب فی البیت فقالت لا واللّٰہ الا انہ مربنا رجل مبارک من حالہ کذا و کذا فقال صفیہ یا أم معبد ؟ فقالت رأیت رجلا ظاھر الوضاء ۃ ملبغ الوجہ حسن الخلق لم تعبہ ثجلۃ ولم تزربہ صلعۃ وسیم قسیم فی عینیہ دعج وفی اشفارہ وطف وفی صوتہ صحل أحور اکحل ازج اقرن شدید سودا الشعر فی عنقہ سطع وفی لحیتہ کثاثۃ اذا صمت فعلیہ الوقار و اذا تکم سمار علاہ البھاء وکان منطقہ خرزات نظمن یتحدون

❶ مگر عجیب بات ہے کہ یہ قصہ بکری کے قصہ کی طرح مشہور نہ ہوا تو ظاہر ہے جب زنتشری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو اس کی ذمہ داری بھی انہیں پر عائد ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

وأحسنـه مـن قـريب ربعة لاتشنوه من طول ولا تفتحمه عين من قصر غصن
بيـن غـصنيـن فهـو انـضـر الثـلاثـة وأحسنـهـم قدراله رفقاء يحفون به اذاقال
استعـمـولقولـه واذاأمرتبا دروا الى امره محفود محشود لاعابس ولامفند
فقال هذاوالله صاحب قريش لورأيته لاتبعته"

''سیرۃ حلبی'' میں ہے کہ

''ام معبد نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اسلام لائیں اورانہیں کی طرح ان کے شوہر اوران کے بھائی نے بھی ہجرت کی اور اسلام لائے ام معبد کا گھرانہ تاریخوں کا شمار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کے ورودِ مسعود سے کرتا تھا۔''

ادھر مدینہ کے نادیدہ عاشقان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم آپ کی آمد آمد کی خبر سن کر ایسے مشتاق دیدار ہوئے کہ ہر روز مدینہ سے کچھ دور نکل کر دوپہر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کی راہ دیکھتے تو ایک دن انتظار کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جو کسی بلند جگہ پر چڑھا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کو آتے دیکھ رہا تھا پکار اٹھا یہ تمہارا نصیب ہے اے بنی قیلہ (یعنی اوس وخزرج) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کے استقبال کے ہتھیار لئے نکل پڑے۔

''علامہ قسطلانی'' فرماتے ہیں: ولـمـاسـمـع الـمـسـلـمون بالمدينة خروج رسـول الـلـه صـلى الله تعالىٰ عليه وسلم من مكة فكانوا يغدون كل غداةالى الـحـرة ينـتـظرونه حتى يردهم حر الظهيرة فانقبوا يومابعد ماأطالوا انتظارهم فـلـمـاأووالى بيوتهم أو فى رجل من يهود على اطم من اطامهم لامرينظر اليه فبصر برسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم واصحابه يزول بهم السراب فلم يملك اليهودى نفسه فنادى باعلى صوتة: يابنى قلية هذاجد كم أى حظكم ومطلوبكم قداقبل فخرج اليه بنوقيلةرهم الاوس الخزرج سراعابسلاحهم فتلقوه فنزل بقباء على بنى عمروبن عوف"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام قباء میں نزول فرمایا اس دن دوشنبہ تھا ربیع لاول کی

پہلی تاریخ اور ایک قول پر ۲۱ویں تاریخ تھی، قباء میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے رفقاء ضعفائے مسلمین حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم سے آملے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہجرت نبویہ کے بعد مکہ میں تین دن ہی ٹھہرے تھے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اسلامی ماہ وسال کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا اس کے بعد ہجرت سے تاریخ لکھی گئی اس سے پہلے ''عام فیل'' سے تاریخ لگاتے تھے۔

''مواہب اللدنیہ'' میں ہے:

وأمر صلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ وسلم بالتاریخ فکتب من حین الھجرۃ''

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم قباء میں بائیس دن ٹھرے اور مسجد قباء تعمیر فرمائی پھر جمعہ کو دن چڑھے سرور دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قباء سے روانہ ہوئے''۔ ''محلہ بنی سالم بن عوف'' میں جمعہ کا وقت ہو گیا وہاں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے ہمراہ مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی انکی تعداد سو (۱۰۰) تھی اور نماز ''وادی رانوناء'' کے بطن میں پڑھی گئی۔ پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام ناقہ پر سوار ہو کر چلے تو جس گھر سے گزرتے اس کے لوگ درخواست کرتے کہ ''حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم) ہم میں نزول فرماتے''

آپ فرماتے: ''اس (اونٹنی) کا راستہ چھوڑ دو کہ یہ ناقہ اللہ کی طرف سے مامور ہے''۔

تو اونٹنی چلتے چلتے مسجد نبوی شریف کے دروازہ کی جگہ پر بیٹھ گئی۔ پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کو لئے اٹھی اور ابو ایوب انصاری کے دروازہ پر جا بیٹھی پھر اٹھ کر پہلی جگہ بیٹھ کر آواز نکالی گویا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم سے اترنے کو عرض کرتی ہو تو حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم) اس سے اٹھے اور زمین پر تشریف لائے اور فرمایا: ''انشاء اللہ یہی اپنی منزل ہے''

اور مسلمانوں کی فرط وخوشی کا کیا عالم تھا اور مدینہ میں کیسی رونق تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھئے وہ فرماتے ہیں: جب وہ دن آیا جس دن حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور مدینہ کی ہر شئے جگمگا اٹھی اور آپ کی

آمد پر کمسن لڑکیاں چھتوں پر چڑھ گئیں اور ترانہ گاتی تھیں۔

طلع البدر علینا

من ثنیات الوداع

ثنیہ الوداع سے ہمارے اوپر چاند طلوع ہوا

وجب الشکر علینا

ما دعا للہ داع

ہم پر شکر خدا واجب ہے جب تک اللہ کی عبادت ہو

ایھا المبعوث فینا

جئت بالامر المطاع

اے وہ نبی جو ہم میں بھیجے گئے آپ وہ فرمان لائے جس کی اطاعت بندگی"۔

انہیں حضرت انس سے مروی کہ:

"جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اونٹنی ابوایوب کے دروازہ پر بیٹھی بنونجار کی ننھی سی بچیاں یہ گاتی باہر آئیں:

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد ﷺ من جار

ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہی بہترین ہمسائے ہیں۔

اونٹنی کی جائے نزول مدینہ کے دو یتیموں کی زمین تھی جہاں وہ کھجوریں سکھاتے تھے اور وہ اسعد بن زراہ کی آغوش تربیت میں پل رہے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اس جگہ کا سودا ان دونوں سے کیا وہ بولے ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کو ہبہ کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اسے بطور ہبہ قبول نہ فرمایا اور وہ جگہ ان دونوں سے دس (۱۰) دینار میں اس زمین کو خرید لیا اور قیمت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ابوبکر کے مال سے ادا کی پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اس میں اپنی مسجد شریف بنائی مسجد کی چھت شاخہائے کھجور کی رکھی اور ستون پیڑوں کے تنوں کے رکھے اور مسجد کی بلندی قد آدم رکھی اور بیت

المقدس کی طرف قبلہ مسجد رکھا پھر جب کعبہ قبلہ ہوا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے قبلہ مسجد کو کعبہ کی طرف پھیر دیا پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے لوگوں کی کثرت کے سبب اس میں توسیع فرمادی۔

پھر سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کا گھر مسجد میں لے کر اسے بڑھایا اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عباس سے وہ گھر مول مانگا تھا تو سیدنا عباس نے اسے مسلمانوں کے لئے مفت دیدیا پھر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے مسجد کو بڑھایا اور اسے پتھروں سے تعمیر فرمایا اور اس کے ستون پتھر کے رکھے اور چھت کو ساج (ساگوان کی لکڑی) سے بنایا اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اس جگہ میں جوان یتیموں سے خریدی تھی اپنی دونوں بیویوں حضرت عائشہ وحضرت سودہ کے لئے حجرے بھی تعمیر فرمائے اور باقی ازواج کے حجرے حسب ضرورت بعد میں تعمیر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے ابوایوب رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں سات ماہ قیام فرمایا اس مدت میں دونوں حجرں اور مسجد کی تعمیر انجام پا گئی۔

صحیح حدیث میں ہے کہ

"صحابہ نے فرمایا ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہا دو دو اینٹیں اٹھاتے تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے عمار رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا اور اپنے دست اقدس سے عمار رضی اللہ تعالی عنہ کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے افسوس کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی یہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ لوگ انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے اور عمار رضی اللہ تعالی عنہ یہ کہتے جاتے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں فتنوں سے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم صحابہ کرام کے ساتھ پتھر کی چٹانیں شانہ اقدس پر اٹھاتے اور یہ شعر پڑھتے:

اللھم لاخیر الاخیر الآخرہ

فانصر الانصار والمھاجرہ

اے اللہ خیر نہیں مگر آخرت کی خیر تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کی اس پیشن گوئی کا مصداق "جنگ

صفین''میں ظاہر ہوا جب سیدنا عمار رضی اللہ تعالی عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے یہ معرکہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مابین ہوا حدیث مذکورہ سے حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت اور حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ اوران کے ہمنواؤں کا برحق اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اور ساتھی صحابہ کا خاطی ہونا ظاہر ہے مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اوران کے رفقاء صحابہ کرام کی خطاء اجتہادی تھی اور مجتہد اپنی خطاء پر بھی اجر کا مستحق ہے اس پر طعن و تشنیع جائز نہیں یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے اور بکثرت آیات واحادیث اس عقیدے کی موئید ہیں۔

روایت آئی کہ مدینہ کی آب وہوا ناساز گار تھی اور بخار کی وباء کے لئے یہ شہر مشہو رتھا تو جب کوئی اجنبی مدینہ میں آتا اس سے کہا جاتا اگر بخار سے عافیت چاہو تو گدھے کی سی آواز نکالو وہ گدھے کی آواز نکلتا تو بخار سے محفوظ رہتا تو مہاجرین کو بھی ہوائے مدینہ راس نہ آئی اور بہت سے بیمار ہوئے اور کمزور پڑ گئے۔ ان میں حضرت ابوبکر و بلال و عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالی عنہم بھی تھے۔ان کا ضعف اس درجہ بڑھا کہ مسلمان کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ رہے تو مشرکین ومنافقین خوش ہوتے اور یہ کہتے کہ''یثرب'' کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ:''جب یہ عالم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کے حضور آئی اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کو ساری حالت بتائی تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا فرمائی کہ:

''الھم حببّ الینا المدینۃ کحبنا مکۃ أو أشد اللھم بارک لنا فی صاعنا و مدنا و صححھا وانقل حماھا الی الجعفۃ''

یعنی: اے اللہ ہمارے لئے مدینہ کو اتنا ہی محبوب کر دے جتنا ہمیں مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ محبوب فرمادے اور اس کو صحت بخش فرمادے اور اس کے پیمانے میں ہمارے لئے برکت فرما اور اس کے بخار کو منتقل فرما اور اسے مقام جعفہ میں رکھ دے''۔

امام قسطلانی نے فرمایا:''جعفہ اس وقت یہود کا مسکن تھا اور اب مصریوں کا میقات ہے جہاں احرام باندھتے ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اس دعا سے کافروں کے لئے بیماری اور ہلاکت کی دعا کا جواز ثابت ہوا اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب

وبارک وسلم نے کافروں کے لئے بھی بددعا نہ فرمائی ،غلط اور بے دینو، گمراہوں کو فریب ہے اس دعا سے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کا عظیم معجزہ ظاہر ہوا۔

چنانچہ مدینہ کی ہوا صحت بخش ہوگئی اور مدینہ طیبہ مسلمانوں کو ہر زمانہ میں اپنے وطن سے زیادہ محبوب ہوگیا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دعا فرمائی کہ:

''اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت اور اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے شہر میں موت نصیب فرما''۔

اللہ تعالی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں، چنانچہ ''فیروز نصرانی'' کے ہاتھوں آپ مدینے میں شہید ہوئے اور ''جعفہ'' اس دن سے ایسا ہوگیا کہ کوئی اس کا پانی پے لےتو بخار آجائے اور اس کی فضا سے چڑیا گزرے تو بخار میں مبتلا ہوکر گر پڑے۔

پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے اپنی آمد کے ۸/ماہ بعد مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات (بھائی چارہ کا عقد) فرمایا جس کے سبب نصرت حق اور ہمدردی ومساوات میں ایک دوسرے سے میراث پانے کے حق میں مہاجرین وانصار آپس میں بھائی بھائی قرار پائے۔ یہی وجہ تھی کہ مہاجرین کرام سے انصار کرام نے غایت ہمدردی ونہایت درجہ مساوات کا سلوک کیا یہاں تک کہ حضرت سعد بن الربیع انصاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اپنے نصف مال کی پیشکش کی اور ان کی دو بیویاں تھی تو انھوں نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالی عنہ) سے فرمایا کہ آپ ان میں سے کوئی اختیار کرلیں کہ میں اسے طلاق دے دوں اور آپ اس سے شادی کرلیں۔

زرقانی (متوفی: ۱۱۲۲ھ) نے کعب ابوداؤد ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ: ''ہم نے اپنا یہ حال دیکھا کہ مسلمان آدمی اپنے دینار کا اپنے مہاجر بھائی سے زیادہ حق دار نہ تھا۔ اور اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کے اس عقد مبارک کو درجہ موید فرمایا کہ مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کے قرابت داروں کے ہوتے ہوئے وارث ٹھہرایا۔''

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ ہَاجَرُوۡا وَ جٰہَدُوۡا بِاَمۡوَالِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ۔ (سورۂ انفال، پارہ ۱۰ آیت ۷۲)

یعنی: ”بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔“ (کنز الایمان)

یہ حکم توارث جاری رہا یہاں تک کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (سورۂ انفال، پارہ ۱۰، آیت ۷۵)

یعنی ”رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“ (کنز الایمان) سے منسوخ فرمادیا۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی یہ سوال کرے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہیں وصال فرمایا اس میں کون سی حکمت الٰہی پوشیدہ ہے اس کا جواب علامہ قسطلانی نے ”مواھب اللدنیہ“ میں یوں فرمایا کہ:

”قال قلت ما الحکمة فی ھجرته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الی المدینه واقامته بھا الی ان التقل الی ربه عزوجل اجیب بان حکمته للہ تعالی قداقنضت انه تتشرف به الاشیاء لانه یشرف بھا فلوبقی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی مکة الی انتقاله الی ربه لکان یتوھم انه قد تشرف بمکة اذان شرفھا قدسبق بالخلیل واسماعیل فاراداللہ تعالی ان یظھرشرفه علیھا السلام فامره بالھجرة الی المدینه.

یعنی حکمت الٰہیہ کا تقاضہ ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم سے امکنہ (مکان کی جمع) مشرف ہوں نہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے مشرف ہوں تو اگر حضور علیہ السلام اپنی حیات ظاہری میں مکہ میں رہتے تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ سے شرف ملا کہ تو ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام کے سبب ثابت ہو ہی چکا تھا تو منشاء ایزدی ہوا کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحاب وبارک وسلم کا شرف

ظاہر فرمائے تو انہیں حکم دیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں۔''

''زرقانی (متوفی:۱۱۲۴ھ) نے فرمایا:''ولذالم تكن الى الارض المقدسة انهاارض المحشر والمنشروموضع اكثر الانبياء لئلايتوهم ماذكر أيضا(فلماهاجو البهاتشرفت به)لحوله فيهاوقبره بها(حتى وفع الاجماع) كما حكاه قاضى عياض والباحى وبن عساكر(على ان افضل البقاع)الموضع الذى ضم اعضاه الكريمة صلوات وسلامه عليه)

یعنی اسی لئے شام کی مقدس سرزمین کی طرف ہجرت واقع نہ ہوئی حالانکہ وہ زمین حشر ونشر کی اور اکثر انبیاء کرام کی جلوہ گاہ ہے کہ یہاں بھی وہم ہوتا تو جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ ہجرت فرمائی تو مدینہ کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے شرف ملا یہاں تک کہ اس امر پر اجماع واقع ہوا کہ تمام مواضع میں افضل وہ قطعہ زمین ہے جہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جسد اطہر ہے۔''

''زرقانی (متوفی:۱۱۲۴ھ)'' نے مزید فرمایا کہ:''حتى من الكعبة لحلوله فيه بل نقل التاج السبكى عن ابن عقيل الحنبلى انه افضل من العرش وصرح الفاكهانى بتفضيله على السموات بل قال البرى ماوى الحق ان مواضع اجسادالانبياء وأرواحهم اشرف من كل ماسواهامن الارض والسماء.

یعنی وہ جگہ کعبہ سے بھی افضل ہے اور علامہ فاکھانی نے تمام آسمانوں پر اس کی فضیلت کی صراحت کی ہے اور برماوی نے کہا حق یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس کے علاوہ ہے سب سے افضل واشرف ہے۔''

اقول: جب مدینہ منورہ کی یہ خصوصیت ہے تو اس لحاظ سے مدینہ منورہ کو مکہ معظمہ پر فضیلت ثابت ہوئی۔ واللہ تعالی اعلم

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(اعلی حضرت بریلوی رضی اللہ تعالی)

......تمت......

جماعت اہل سنت کی شناخت کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت ہی کیوں؟

سب سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد کوئی نیا مسلک نہیں کہ بلکہ صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین اور علماء امت جس مسلک پر تھے مسلکِ اعلیٰ حضرت کا اطلاق اسی مسلک پر ہوتا ہے۔ دراصل اس وجہ کی تسمیہ یہ ہے کہ تقریباً دوصدی قبل برصغیر کی سرزمین پر کئی نئے فرقوں نے جنم لیا اور ان فرقوں کے علمبرداروں نے اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات کو شرک وبدعت قرار دینے کی شرمناک روش اختیار کی خصوصاً مولوی اسمٰعیل دہلوی نے وہابی مسلک کی اشاعت کے لئے جو کتاب تقویت الایمان کے نام سے مرتب کی اس میں علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضروناظر، شفاعت، استعانت، ندایارسول اللہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختیارات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ تمام عقائد کو معاذ اللہ کفروشرک قرار دے دیا۔ جبکہ یہ سارے عقائد روزِ اول سے قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہیں اسی طرح میلاد، قیام، صلوۃ وسلام، ایصال ثواب، عرس یہ سب معمولات جو صدیوں سے اہل سنت و جماعت میں رائج ہیں اور علمائے امت نے انہیں باعث ثواب قرار دیا ہے۔ لیکن نئے فرقوں کے علمبرداروں نے ان عقائد معمولات کو شرک وبدعت قرار دیتے ہوئے اپنی ساری توانائی انہیں مٹانے پر صرف کی۔ اسی زمانے میں علمائے اہل سنت نے اپنے قلم سے ان عقائد معمولات کا تحفظ فرمایا اور تحریر وتقریر اور مناظرہ کے ذریعہ ہر اعتراض کا دندانِ شکن جواب دیا۔ عقائد کی اسی معرکہ آرائی کے دور میں بریلی کی زمین پر امام احمد رضا خان قدس سرہ پیدا ہوئے آپ ایک زبردست عالم دین تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا اور آپ تقریباً پچپن (۵۵) علوم میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً علم فقہ میں آپ کے دور میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت کی علمی صلاحیتوں اکا عتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو آپ کے مخالفین ہیں۔ بہرحال آپ نے اپنے دور کے علماء اہل سنت کو دیکھا کہ دفاع کرر ہے ہیں تو آپ نے بھی اس عظیم خدمت کے لئے قدم اٹھایا اور

اہل سنت کے عقائد کے ثبوت میں دلائل و براہین کا انبار لگایا۔ایک ایک عقیدے کے ثبوت میں کئی کئی کتابیں تصنیف فرمائیں،ساتھ ہی ساتھ جو معمولات آپ کے زمانے میں رائج تھے ان میں سے جو قرآن اور سنیت کے مطابق تھے آپ نے انکی تائید فرمائی۔اسی طرح بیشمار موضوعات پر ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد کتابوں کا عظیم ذخیرہ مسلمانوں کو عطا فرمایا بہر حال آپ نے باطل فرقوں کے رد میں اور عقائد معمولات اہل سنت کی تائید میں جو عظیم خدمات انجام دیں اس بنیاد پر آپ علمائے اہلسنت کی زبردست وکالت کرنے کے سبب سے یہ عقائد امام احمد رضا کی ذات کی طرف منسوب ہونے لگے۔اور اب یہ حال ہے کہ آپ (اعلیٰ حضرت) کی ذات اہل سنت کا ایک عظیم نشان کی حیثیت سے تسلیم کرلی گئی،یہی وجہ کہ کوئی حجازی یا شامی و یمنی یا عراق و مصری بھی مدینہ منورہ میں ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کہتا ہے نجدی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں حالانکہ اسکا کوئی تعلق بریلی شہر سے نہیں ہوتا اسی طرح اگر کوئی ''اسئلک الشفاعة یارسول الله'' کہہ کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرتا ہے تو وہ چاہے جزیرۃ العرب ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو،وہابی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں جبکہ بریلوی اسے کہنا چاہیئے جو شہر بریلی کا رہنے والا ہو۔لیکن اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اسلاف کے وہ عقائد ہیں جن کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے دلائل کے ذریعے شدومد سے تائید فرمائی اور ان عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔جس کی وجہ سے یہ تین عقائد امام احمد رضا سے اس قدر منسوب ہوگئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر ان عقائد کا قائل ہو تو اسے آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہوئے بریلوی ہی کہا جاتا ہے اب چونکہ برصغیر میں فرقوں کی ایک بھیڑ موجود ہے اس لئے اہل سنت وجماعت کی شناخت قائم کرنا ناگزیر ہوگیا ہے اس لئے دیوبندی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہل سنت ہی ظاہر کرتا ہے جب کہ دیوبندیوں کے عقائد وہی ہیں جو وہابیوں کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث (غیر مقلد) کہتے ہیں اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے اور دیوبندی تقلید کرتے ہیں لیکن وہابیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں اس لئے موجودہ دور میں اصل اہل سنت وجماعت کون ہیں یہ سمجھنا بہت دشوار ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء اہل سنت وجماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کے لئے مسلک ''اعلیٰ حضرت

‘‘ کا استعمال مناسب سمجھا۔

اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب جو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا ماننے والا سمجھا جائے گا اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہو جائیگی کہ یہ علم غیب، حاضر و ناظر، استعانت، شفاعت وغیرہ کا قائل ہے اور معمولات اہل سنت عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قیام، صلوٰۃ وسلام کا باعث ثواب سمجھتا ہے، اگر کوئی یہ کہیے کہ نہیں فقط اپنے آپکو ’’سنی‘‘ کہنا کافی ہے تو ہم کہیں گے کہ اگر کوئی شخص اپنے آپکو ’’سنی‘‘ کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے یہ کونسا سنی ہے؟ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے وہابی عقائد کو حق ماننے والا۔ یا پھر ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ کہنے والا۔

ظاہر ہے صرف ’’سنی‘‘ کہنے سے کوئی شخص پہچانا نہ جائیگا۔ مگر کوئی اپنے آپکو بریلوی سنی کہے تو فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ حنفی بھی ہے اور سچا سنی بھی۔ یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد و نظریات کی پوری نشاندہی ہو جاتی ہے، اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے، دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا۔ اور جب بھی کوئی کہتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن ایک صدی بھی نہ گزری تھی اہل ایمان کو اپنی شناخت کے لئے لفظ کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ ’’سنی‘‘ ہے، وجہ یہ تھی کے ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے معاذ اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر تبرا (لعن طعن) کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد سے تجاوز کر گیا، لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لئے اس دور میں اہل سنت نے اپنے آپکو سنی مسلمان کہا، صرف مسلمان اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا ہے اور اس کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون سا مسلمان ہے؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ماننے والا مسلمان ہے یا ان پر تبرا (لعن طعن) کرنے والا؟ لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہے تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ خلفائے ثلاثہ کو ماننے والا مسلمان ہے، اس طرح خلفاء پر لعن طعن کرنے والا

رافضیوں کے مقابلے میں اہل سنت کی ایک الگ شناخت قائم ہوگئی "سنی مسلمان" اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں پھر یہ پانچواں مسلک "مسلک اعلیٰ حضرت" کیو کہا جاتا ہے؟ تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں معلوم ہونا چاہئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں بلکہ اسکا مطلب یہی ہے کہ یہ چاروں مسلک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حق ہیں، اور کسی ایک کی تقلید واجب ہے، اور یہی امر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب سے ثابت ہے اس لئے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اسکا یہی مطلب ہے کہ وہ فروعیات میں اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ عقائد و معمولات اہل سنت کا بھی قائل ہے۔ رہا یہ سوال کہ مخالفین اس سے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ ایک پانچواں مسلک ہے تو ہم سارے وہابیوں اور دیوبندیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ثابت کریں کی امام احمد رضا نے کسی عقیدے کی تائید قرآن وسنت کی دلیل کے بغیر کی ہے کسی بھی موضوع پر آپ ان کی کتاب اُٹھا کر دیکھ لیجئے، ہر عقیدہ کے ثبوت میں اُنہوں نے قرآنی آیات احادیث مبارکہ اور پھر موقف کی تائید میں علمائے امت کے اقوال پیش کئے ہیں، حق کو سمجھنے کے لئے شرط یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہوکر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے، مطالعہ کے دوران آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت وہی کہہ رہے ہیں جو چودہ سو سالہ دور میں علماء و فقہا کہتے رہے ہیں۔ اب بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہوا ہو اور وہ مسلک کے لفظ کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنے پر معترض ہو اور یہی سمجھتا ہو کہ یہ ایک نیا مسلک ہے تو وہابی، دیوبندی سنبھل جائیں، اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کی مولوی محمد اکرم جو کہ دیوبندیوں کے معتمد مؤرخ ہیں انہوں نے موج کوثر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عقائد و نظریات کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار "مسلک ولی اللہ" کا لفظ استعمال کیا ہے تو کیا چاروں مسلک سے علیحدہ یہ مسلک ولی اللہ کوئی پانچواں اور نیا مسلک ہے؟۔۔۔۔